Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 4 (April-June 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Social rights in the light of Sirat Tayyaba
Analytical Study

معاشرتی حقوق سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

(تجزیاتی مطالعہ)

Dr.Naveed Khan
Lecturer Govt.Postgraduate College
Haripur, KP, Pakistan
Email:naveedkhan61980@gmail.com
Ghulam Muhammad
M.phill Scholar, Department of Islamic Studies
Riphah International University,Islamabad ,Pakistan
Email:muhammad9210@gmail.com

Abstract

The society in which a person lives has certain rights that are required of him. These rights are called social duties. In modern societies, much attention is paid to taking one's rights and protesting for it, but not much attention is paid to performing one's duties to give rights to others. In Islam, this order is reversed. Man is required to perform his duties first, then demand his rights. If every member of the society pays attention to the rights of others, then every person will get his

CC BY

rights easily. Islam is not only limited to worship, but also instructs a Muslim society to follow the path on which the greatest benefactor of humanity, Prophet Muhammad (peace be upon him), worked the most for human rights. In the article under review, various sections of the society have been informed about their morals, rights and responsibilities in the light of Sirat Tayyaba ﷺ and some important and basic rights have been mentioned among these rights.

Keywords: Social rights, Rights of parents, rights of spouses, rights of non-Muslims

تمہید

اخلاقی بنیادوں پر استوار ہونے والے ایک صالح معاشرے کا ترقی پذیر ہونا ضروری امر ہے جس کی بنیاد معاشرے کے افراد کا باہم ایک دوسرے کے حقوق وفرائض کی ادائیگی پر ہے۔ ان حقوق کی تعیین انسانی عقل کی دسترس سے باہر ہے، کیوں کہ انسانی عقل کا دائرہ کار محدود ہے اسے وہ کمال حاصل نہیں کہ وہ حقوق و فرائض طے کرسکے۔ سارا دین انہیں حقوق وفرائض کے گرد گھومتا ہے اسی لیے آپ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ عصر حاضر میں ہمارا معاشرہ انتہائی بے راہ روی واخلاقی گراوٹ کا شکار ہوتا چلا جارہا ہے اور معاشرتی حقوق وآداب سے واقفیت کی ضرورت واہمیت پہلے سے کہیں زیادہ محسوس ہورہی ہے اس لئے سیرت طیبہ ﷺ کے اعلیٰ نمونہ سے رہنمائی انتہائی مفید ثابت ہوگی، لہٰذا امید کی جاسکتی ہے کہ زیر نظر مقالہ معاشرے کے مختلف طبقات کو سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں ان کے اخلاق، حقوق اور ذمہ داریوں سے آگاہی کے علاوہ انہیں احسن انداز سے معاشرے کی اصلاح کے لئے کردار ادا کرنے میں مدد اور معاون ثابت ہوگا۔

موضوع سے متعلق سابقہ کام کا جائزہ:

مذکورہ موضوع "معاشرتی حقوق سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں (تجزیاتی مطالعہ)" بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس موضوع پر اس سے قبل کئی دیگر پہلوؤں سے کتب ورسائل تحریر کئے جاچکے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1) پروفیسر ڈاکٹر ظفرالاسلام اصلاحی، نبی کریم ﷺ کی خانگی ومعاشرتی زندگی کے اہم پہلو، راحت القلوب، ج:۲، شمارہ:۱، (جنوری–جون ۲۰۱۸ء)

CC BY

2) ڈاکٹر میمونہ تبسم، اصلاح معاشرہ اور نسل نو کی ذمہ داری سیرتِ طیبہ کی روشنی میں، البصیرہ، ج:۶، شمارہ:۱، ط:۲۰۱۷ء

3) ڈاکٹر خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ط:۲۰۰۰ء

4) ڈاکٹر حافظ عبد الرشید، اسلامی نظام معاشرت کی بنیادی اکائیاں، مکتبہ افکارِ اسلامی ماڈل ٹاؤن، لاہور، ط:۲۰۱۶ء

5) ڈاکٹر حافظ محمود اختر کی کتاب "استحکام مملکت اور بد امنی کا انسداد (تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں)

مذکورہ کتابوں میں آپ ﷺ کی معاشرتی وخانگی زندگی اور اصلاح معاشرہ اور نسلِ نو کی ذمہ داریوں جیسے موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے جو اپنے موضوع پر جامع اور عمدہ کاوشیں ہیں، جبکہ زیر نظر مضمون میں معاشرتی حقوق کو سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں ایک نئی جہت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

معاشرتی حقوق

سیرت طیبہ ﷺ کا بنیادی پہلو معاشرتی حقوق وآداب ہیں۔ مقالہ کی طوالت کے خوف کی وجہ سے صرف معاشرے کے اہم ترین افراد کے حقوق کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ نیز حقوق کے بیان کے ضمن میں آپ ﷺ کے فرامین یا سیرت طیبہ ﷺ سے بطور استشہاد مختصر دلائل کے ذکر پر اکتفا کیا گیا تاکہ اہل ایمان نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں اپنے فرائض کو جان سکیں اور معاشرے کی بہتری کے لئے اپنا کردار ادا کر سکیں۔ معاشرتی حقوق کا اجمالی بیان درج ذیل ہے:

1. حقوقِ والدین

والدین کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم میں چار مقامات پر اللہ تعالیٰ نے والدین کے حق کا ذکر اپنے حق کے ساتھ کیا ہے۔ والدین کے اولاد پر اس قدر احسانات ہوتے ہیں کہ اولاد ان کی خدمت میں تمام زندگی بھی کھپا دے تو حق ادا نہیں ہو سکتا، ان کے احسانات کا کم ترین حق یہ ہے کہ اولاد اپنا جان ومال ان کے لئے وقف کر دے۔ جب والدین کا بڑھاپا اپنے جلو میں مختلف امراض اور ناتوانیوں کی قطار لے کر آتا ہے تو ان کے لئے صدقِ دل سے درازئ عمر کی دعا مانگنے والی اولاد بہت کم ہوتی ہے۔ والدین کے حقوق کا ذیل میں مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اخلاقی اعتبار سے والدین کے حقوق میں درج ذیل تین چیزیں بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔

i. حسن سلوک

OPEN ACCESS
CC BY

قرآنِ حکیم میں اللہ نے توحید کے متصل بعد والدین سے حسن سلوک محبت اور ادب و احترام کو ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا"[1]

"اور تمہارے پروردگار یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکو۔ بلکہ ان سے عزت سے بات کرو۔"[2]

قرآن پاک نے حضرت عیسیٰ کے اپنی والدہ کے گہوارہ میں کلام کا آغاز ان الفاظ سے نقل کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے نماز زکوۃ اور والدہ سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔[3] ایک صحابی آپ ﷺ سے دریافت کیا:

"عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ: الصَّلاَةُ عَلَى وَقْتِهَاقَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: بِرُّ الوَالِدَيْنِ قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ"[4]

"عبداللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل اللہ کی ہاں محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نماز جو وقت پر پڑھی جائے۔ فرمایا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر والدین کے ساتھ حسن سلوک، فرمایا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔"

والدین میں بھی ماں کا حق والد سے مقدم ہے، جیسا کہ ماں کے حقوق بیان کرتے ہوئے خصوصی طور پر فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: «أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أَبُوكَ»[5]

"حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور دریافت کیا یا رسول اللہ! لوگوں میں میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا تمہاری ماں۔ انہوں

OPEN ACCESS
CC BY

پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تمہاری ماں۔ انہوں عرض کیا: پھر کون ہے؟ فرمایا: تمہاری ماں۔ انہوں عرض کیا : پھر کون؟ فرمایا تمہارا والد ہے۔

ii. خدمت

اولاد پر فرض ہے کہ اپنے والدین کی خدمت کرے۔ اپنی کمائی میں سے ان کی ضروریاتِ زندگی احسن طریقے سے اور خوش دلی کے ساتھ پوری کرے۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ کا انتقال بچپن میں ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ کے والد کی کنیز امِ ایمن نے آپ ﷺ کو مادرانہ شفقت سے نوازا، حضور ﷺ جب بھی انہیں دیکھتے تو امی کہہ کر پکارتے اور فرمایا کرتے تھے کہ میری والدہ کے بعد ام ایمن ہی میری والدہ ہیں۔[6] حضرت حلیمہ سعدیہ کو آپ ﷺ کی رضاعی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہے، ایک دفعہ جب آپ ﷺ کے پاس تشریف لائیں تو ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔[7] بعض حالات میں والدین کی خدمت جہاد سے بھی بالاتر ہے۔

iii. اطاعت

اولاد پر فرض ہے کہ وہ اپنے والدین کی مطیع اور تابع دار بن کر رہے۔ والدین کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی روا نہیں سوائے ان امور میں جن میں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی لازم آتی ہو۔

"وَعَن معَاذ بن جبل رَضِي الله عَنهُ قَالَ أَوْصَانِي رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بِعشر كَلِمَات قَالَ لَا تشرك بِاللَّه شَيْئا وَإِن قتلت وحرقت وَلَا تعقن والديك وَإِن أمراك أَن تخرج من أهلك وَمَالك"[8]

معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے دس باتوں کی نصیحت فرمائی ، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا چاہے تجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے اگر والدین تجھے کنبہ اور دنیا سے نکل جانے کا حکم دیں تو جب بھی ان کی نافرمانی نہ کرنا۔

2. حقوقِ اولاد

اولاد کی محبت انسان کی فطرت میں ودیعت ہے اس جذبہ میں اس قدر شدت پائی جاتی ہے کہ اس کو اعتدال میں رکھنا انتہائی مشکل کام ہے، یہی وجہ ہے کہ والدین اولاد کے ہاتھوں زندگی بھر کٹھن امتحان میں مبتلا رہتے ہیں۔ ارشاد ہے:

OPEN ACCESS
CC BY

"إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ"[9]

"تمہارے اموال اور تمہاری اولاد (تمہارے لئے) بس ایک آزمائش ہیں۔"

اسلام اولاد کی محبت کا اظہار کسی غیر معتدل یا حدود سے تجاوز کرنے کی صورت میں نہیں ہونے دیتا نہ تو یہ کہتا ہے کہ اولاد تمہاری محبوب ترین متاع ہے لہذا اس کو اللہ کے نام پر ذبح کردو اور نہ اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اولاد کی ضروریات و آسائش کے لئے ہر جائز و ناجائز رستہ اختیار کرو بلکہ اسلام میانہ روی اور اعتدال کا درس دیتا ہے۔

اولاد کے بارے میں والدین کے فرائض کے متعلق مندرجہ ذیل اسلامی تعلیمات پائی جاتی ہیں:

i. حق پرورش

اولاد کی پرورش کے ضمن میں قرآنِ حکیم نے یہ قانون دیا ہے کہ بچہ کی رضاعت دو برس تک لازما ہو، ماں کا انتقال ہو جائے یا طلاق و خلع کے ذریعہ زوجین میں علیحدگی ہو جائے تو باپ کے ذمہ ہے کہ وہ بچے کے لئے رضاعت کا انتظام کرے۔

والدین کی طبعی محبت اولاد کی پرورش کے لئے بظاہر کافی محرک نظر آتی ہے، لیکن اسلام اسی محبت پر اکتفاء نہیں کرتا بلکہ اسے ایک دینی فریضہ قرار دے کر اس میں مزید قوت پیدا کرتا ہے تا کہ اولاد کی پرورش میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ حضور اقدس ﷺ کی ذاتی مثال اس باب میں کامل رہنمائی کرتی ہے۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ تشریف لاتیں تو آپ ﷺ فرطِ محبت میں کھڑے ہو جاتے۔ اولاد کے ساتھ آپ ﷺ کی محبت کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے:

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: أَتُقَبِّلُونَ صِبْيَانَكُمْ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَقَالُوا: لَكِنَّا وَاللَّهِ مَا نُقَبِّلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَأَمْلِكُ أَنْ كَانَ اللَّهُ قَدْ نَزَعَ مِنْكُمُ الرَّحْمَةَ؟"[10]

"حضرت عائشہ سے روایت ہے فرماتی ہیں: کچھ اعرابی حضور نبی کریم (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کیا آپ لوگ اپنے بچوں کا بوسہ لیتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں، تو ان اعرابیوں (خانہ بدوشوں) نے کہا: لیکن ہم تو اللہ کی قسم! (اپنے بچوں کا) بوسہ نہیں لیتے، (یہ سن کر) حضور نبی اکرم (ﷺ) نے فرمایا: مجھے کیا اختیار ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں سے رحمت اور شفقت نکال دی ہے "

CC BY

ii. حقِ تعلیم وتربیت

اولاد کا والدین پر حق ہے کہ وہ ان کی عمدہ اور صالح تربیت کرے۔والدین کی طرف سے اولاد کے لئے حُسنِ ادب سب سے بڑھ کر بہتر تحفہ کوئی نہیں۔ہادیٔ برحق حضرت محمد ﷺ نے اپنی اولاد کی جس انداز سے تعلیم وتربیت دی وہ انسانیت کے لئے بہترین نمونہ ہے۔اسی حسن تربیت کا فیض تھا جس کے نتیجے میں حضرت فاطمۃ الزھراء کو سب عورتوں سے بڑھ کر دانائی نصیب ہوئی ۔حضرت عائشہ کا کہنا ہے کہ میں نے کوئی نہیں دیکھا جو نبی کریم ﷺ کی نشست وبرخاست کے سکون وو قار اور اسلوب میں حضرت فاطمہ کی طرح مشابہت و مماثلت رکھتا ہو۔[11]

iii. حقِ عدل

اسلام کی نگاہ میں بیٹے اور بیٹی یا چھوٹے بڑے کی کوئی غیر منصفانہ تمیز نہیں۔والدین کا فرض ہے کہ اولاد کے درمیان مساوات قائم رکھیں۔یورپ کے جن ممالک میں نوابی کا دور ہے وہاں آج تک یہ قانون ہے کہ بڑے بیٹے کو جائیداد میں زیادہ حصہ ملتا ہے۔عہد جاہلیت میں بیٹی بہن کو سرے سے وراثت میں کوئی حصہ ہی نہیں ملتا تھا۔آپ ﷺ نے آکر اس عدم توازن مٹایا اور اولاد کے درمیان عدل کرنے کی تلقین فرمائی۔

3. حقوقِ زوجین

زوج کے معنی جوڑ کے ہیں۔یہ لفظ میاں بیوی ہر دو کے لئے بولا جاتا ہے۔اس کی جمع ازواج ہے جبکہ زوجین کے معنی ہیں دو زوج یعنی خاوند اور بیوی۔میاں بیوی کے درمیان زندگی بھر کا نباہ محبت،شفقت اور جاں نثاری کا طالب ہے۔اچانک بھڑک کریا کوئی ناگواری دیکھ کر اس پاکیزہ تعلقات کو منقطع کرنا عقلمندی ہے نہ آئینِ وفاداری۔زوجین کا ایک دوسرے کی ناگواریوں پر صبر کرنا بڑے اجر کا باعث ہے۔احترام انسانیت کے نقطہ نظر سے خاوند اور بیوی میں مساوات ہے۔ان کو ایک دوسرے پر زیادتی کرنے کا کوئی حق نہیں ، البتہ انتظامی امور کے لحاظ سے مساوات ناممکن ہے ۔کنبہ کا سربراہ ایک ہی ہو سکتا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ مردوں کو عورتوں پر نظام قائم کرنے والا سربراہ بنادیا۔

خاوند کے حقوق

خاوند کے حقوق سے مراد وہ ذمہ داریاں جن کا بیوی کے لئے بجالانا ضروری ہیں۔حقوق کے متعلق تمام جزئیات کا احاطہ کرنا مشکل ہے تاہم ان میں سے چند اہم کا ذکر کیا جاتا ہے جو درج ذیل ہیں:

i. اطاعت شعاری

OPEN ACCESS
CC BY

بیوی کے لئے لازم ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت شعار ہو،اس کے ہر جائز حکم کی تعمیل کرے، کبھی اس کی نافرمانی نہ کرے۔اللہ کی معصیت میں خاوند کی اطاعت ہر گز نہ کرے۔نبی نے فرمایا:

"أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ"[12]

"جس عورت کا انتقال اس حالت میں ہو کہ اس کا شوہر اس خوش تھا،وہ جنت میں داخل ہو گی۔"

ii. احترام ومحبت

رشتہ زوجیت باہمی احترام و محبت کا تقاضا کرتا ہے۔ازدواجی زندگی کے خوشگوار، حسین اور پر کیف ہونے کے لئے ضروری ہے میاں بیوی ایک دوسرے کا دل سے احترام اور محبت کرتے ہوں۔

iii. حفظِ غیب

بیوی پر خاوند کا یہ حق ہے کہ وہ اس کے مال،گھر بار،گھر کے اثاثوں کے ساتھ ساتھ عزت وناموس کی حفاظت بھی کرے۔قرآن کریم نے نیک بیوی کی صفات میں اس کا بطورِ خاص ذکر فرمایا ہے۔

iv. شُکرگزاری

بیوی کا فرض ہے کہ وہ قناعت اور سادگی اختیار کرے،بے جا فرمائشوں سے خاوند کو تنگ نہ کرے۔شادی بیاہ اور دیگر مواقع پر بے جا اور بے حد اخراجات کا مطالبہ کرنے کے بجائے صبر وشکر سے کام لے۔خاوند کے مالی حالات جیسے بھی ہوں وہ قناعت اور شکر گزاری کی کیفیت کے ساتھ سرشار رہے۔

v. پرورش وتربیتِ اولاد

ماں کی گود انسان کی اولین تربیت گاہ ہے۔بیوی کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اولاد کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت کرے اور محنت ومشقت سے پرورش کرے۔اخلاقی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔

بیوی کے حقوق

CC BY

جس طرح خاوند کے حقوق ہیں اسی طرح بیوی کے بھی کچھ حقوق ہیں،یعنی اس سے مراد وہ ذمہ داریاں جو خاوند کے لئے بجالانا ضروری ہیں۔اس سلسلے میں چند اہم یہ ہیں:

i. ادئیگی مہر

مہر حقوقِ زوجیت کا بدل ہے،اس کی ادائیگی خاوند پر فرض ہے،ٹال مٹول کرنا نہایت قبیح امر ہے۔اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ"[13]

"تو ان کے مہر بطور فرض ادا کرو،البتہ مہر کی قرارداد ہو جانے کے بعد آپس کی رضامندی سے تمہارے درمیان اگر کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں"

ii. نفقہ

شوہر کے فرائض میں شامل ہے وہ بیوی کو اپنی استطاعت کے مطابق رہائش،خوراک اور پوشاک کا بندوبست کرے۔ایک صحابی نے آپ ﷺ سے بیوی کے حق کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

قَالَ:أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ[14]

جب تو کھائے تو اسے بھی کھلا،خود لباس لے تو اسے بھی لباس دے،اس کے چہرے پر نہ مار،اس کی خرابی نہ مانگ اور نہ حدودِ خانہ کے سوا اس سے علیحدگی اختیار کر۔

iii. حسن سلوک

سالارِ انبیاء ﷺ کو صنف نازک کے حقوق کا اس قدر خیال تھا کہ آپ ﷺ میں فرمایا:

"عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ"[15]

OPEN ACCESS
CC BY

"سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان والوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور اپنی بیوی بچوں سے سب سے زیادہ نرمی کرنے والا ہو۔"

ایک اور حدیث میں مزید وضاحت کے ساتھ اس مضمون کو ارشاد فرمایا:

من كان يؤمن بالله، واليوم الآخر، فإذا شهد امرا فليتكلم بخير او ليسكت، واستوصوا بالنساء، فإن المراة خلقت من ضلع، وإن اعوج شيء في الضلع، اعلاه إن ذهبت تقيمه كسرته، وإن تركته لم يزل اعوج، استوصوا بالنساء خيرا"[16]

"جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے جب)اپنی بیوی میں (کوئی)پسند نہ آنے والا (معاملہ دیکھے تو اچھی طرح سے بات کہے یا خاموش رہے۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کی نصیحت قبول کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھ اس کے اوپر والے حصے میں ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنے لگ جاؤ گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی، عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کی نصیحت قبول کرو"

iv. خلع

جس طرح خاوند کو حق ہے کہ اگر بیوی کے ساتھ اس کا نباہ نہ ہوسکے تو وہ اس طلاق کا راستہ اختیار کر سکتا ہے اس طرح بیوی کو حق حاصل ہے کہ خاوند کے ساتھ نباہ نہ ہوسکے تو وہ خوش اسلوبی سے خاوند سے علیحدگی حاصل کر لے جس کو اصطلاحِ شرح میں خلع کہتے ہیں۔

4. حقوقِ اساتذہ

جماعتی تدریس کرنے والے استاد کے شاگردوں پر بہت سے حقوق ہوتے ہیں۔ ایک بہترین استاد چونکہ روحانیت کو بلند کرتا ہے اور پوری ملت پر اثر انداز ہونے کا بیڑا اٹھاتا ہے اس لئے اس کا مقام اور مرتبہ بقیہ افراد کے مقابلے میں بہت ارفع ہوتا ہے۔ شاگردوں پر اساتذہ کے درج ذیل حقوق عائد ہوتے ہیں جنہیں شاگردوں کے فرائض بھی کہتے ہیں۔ یہاں ان کا اجمالاً تذکرہ کیا جاتا ہے۔

i. استاد کی اطاعت و فرمان برداری

ii. ادب واحترام

OPEN ACCESS
CC BY

iii. استاد کی علمی قابلیت پر اعتماد

iv. غیر ضروری سوالات سے احتراز

v. آدابِ مجلس

vi. خدمت

vii. دعائے خیر

استاد کا مقام تعظیم و تکریم کا مقام ہے، یہ پیغمبرانہ منصب ہے۔شاگرد پر لازم ہے کہ وہ اُستاد کا احترام کرے اور اس کی ادنیٰ سی بے ادبی سے بھی اپنے آپ کو بچائے۔ استاد کی مجلس کے آداب کو ملحوظ رکھے۔خلوص و محبت کے جذبہ کے ساتھ استاس کی خدمت کرے۔ استاد معلّم و مربی ہونے کے لحاظ سے باپ کے درجے میں ہوتا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ، أُعَلِّمُكُم"[17]

"میں تمہارے لیے بمنزلہ والد کے ہوں، تمہیں تعلیم دیتا ہوں۔"

دینا میں انسان کا خیر خواہ والدین اور اساتذہ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر استاد زندہ ہو تو اس کے لئے نیک تمنا رکھے، اس کی عدم موجودگی میں اس کی درازئ عمر اور صحت کی دعا کرے، اگر فوت یہو جائے تو دعائے مغفرت کرے، جیسے والدین کی مغفرت کی تلقین کی گئی ہے۔

5. شاگردوں کے حقوق

جس طرح استاد کے حقوق ہیں جو شاگردوں کے فرائض ہیں، اسی طرح شاگردوں کے بھی حقوق ہیں جو استاد کے فرائض شمار ہوتے ہیں۔ ان میں سے چند اہم حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے:

i. شفقت و محبت

ii. مساویانہ برتاؤ

iii. طلبہ کی ذہنی استعداد کو ملحوظ رکھنا

iv. سیرت و کردار پر توجہ

v. سوال پوچھنے کا حق

vi. محنت و ذاتی ربط

CC BY

رسول ﷺ کی حیات طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہؓ کی ذہنی و فکری رجحانات اور ان کی فطری میلانات کے مطابق رہنمائی فرمائی اور اپنے شاگردوں کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

"تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، وَتَعَلَّمُوا لَهُ السَّكِينَةَ وَالْوَقَارَ، وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ تَتَعَلَّمُونَ مِنْهُ وَلِمَنْ تُعَلِّمُونَه، وَلاَ تَكُونُوا جَبَابِرَةَ الْعُلَمَاءِ"[18]

"علم حاصل کرو، اس کے لئے سکینت وو قار بھی سیکھو۔ جن سے علم حاصل کرتے ہو اور جنھیں سکھاتے ہو اُن کے لیے تواضع اور عاجزی اختیار کرو۔ جبر کرنیوالے علامت بنو۔"

استاد کو ہمیشہ یہ بات ملحوظ خاطر رکھنی چاہیئے کہ اس نے تشنگانِ علم کی پیاس بجھانی ہے۔ اس نے ان کو ذہن کی غذا فراہم کرنی ہے۔

6. اہلِ قرابت کے حقوق

اسلام سچے مسلمانوں سے قلبی تعلق رکھنے کا حکم دیتا ہے، لیکن ساتھ ہی فطری محبت کو بھی ملحوظ رکھتا ہے اور قربت کے لحاظ سے درجہ بدرجہ حقوق قائم کرتا ہے۔ اہل قرابت یعنی رشتہ داروں کے حقوق اوروں پر فائق ہیں۔ اقارب کے حقوق کا اجمالی تذکرہ درج ذیل ہیں:

i. حسن سلوک
ii. مالی امداد
iii. قطع رحمی کی ممانعت

معاشرے میں اہلِ قرابت کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی عام طور پر پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالی کی رحمتوں اور برکتوں کی ایک سبیل یہ مقدس رشتہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"إن الرحم شجنة من الرحمن، فقال الله: من وصلك وصلته، ومن قطعك قطعته"[19]

"رحم (حق قرابت) رحمٰن سے مشتق ہے، اور اللہ تعالیٰ نے رحم سے فرمایا کہ جو تجھے جوڑے گا، میں اسے جوڑوں گا، اور جو تجھے کاٹے گا، میں اسے قطع کردوں گا۔"

OPEN ACCESS
CC BY

صلۂ رحمی کرنے اور اہلِ قرابت کو ان کے حقوق کی ادائیگی کے دنیاوی فوائد بھی کثرت سے ہیں۔ حضرت انسؓ کی روایت میں آپؐ نے فرمایا:

" مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، أَوْ يُنْسَأَ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ"[20]

"جو شخص یہ خواہش رکھتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی اور دنیا میں اس کے آثار تادیر رہیں (یعنی اس کی عمر دراز ہو) تو اسے چاہیے کہ وہ صلۂ رحمی کرے۔"

7. ہمسایوں کے حقوق

ہمسائیگی کے مدارج میں اقربیت کے لحاظ سے فرق ہے، اگر مسلمان یا رشتہ دار پڑوسی کے اعتبار سے فرق نہ کیا جائے تو جس کا گھر جس قدر قریب ہو گا اس کا حق بھی اس قدر زیادہ ہو گا۔ ہمسایوں کے درج ذیل حقوق ہیں:

i. ایذا سے حفاظت
ii. حسنِ سلوک
iii. مالی خدمت
iv. جان، مال اور آبرو کی حفاظ
v. بیمار پرسی
vi. آزادی کی حفاظت

معاشرتی نظام میں سب سے پہلا حق پڑوسیوں کا ہوتا ہے اور آپ ﷺ نے پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والوں کو افضل و برتر فرمایا ہے۔

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَيْرُ الأَصْحَابِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَخَيْرُ الجِيرَانِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ"[21]

" حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کے لئے بہتر ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہو۔"

CC BY

8. غیر مسلموں کے حقوق

مسلم معاشرے میں موجود غیر مسلم شہریوں کو " ذمی " یا " اہل ذمہ " کہا جاتا ہے۔اسلام ایسے غیر مسلم افراد کو محفوظ و مطمئن زندگی کی ضمانت دیتا ہے۔ غیر مسلموں کے درج ذیل حقوق کا تحفظ ضروری ہے:

i. جان کی حفاظت مال کی حفاظت

ii. (۳)عزت کی حفاظت

iii. معاشی حقوق کا تحفظ

iv. شخصی معاملات

v. مذہبی آزادی

سیرت رسول ﷺ غیر مسلم اقلیتوں اور مسلمانوں کے درمیان عدل وانصاف اور مساوات قائم کرنے کا حکم دیتی ہے۔ خیبر کے چند مسلمانوں نے یہودیوں کے اموال کو نقصان پہنچایا تو ان کے شکایت کرنے پر آپ ﷺ نے واشگاف انداز میں یہ حکم ارشاد فرمایا:

"أَلَا لَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهِدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَرَامٌ عَلَيْكُمْ حُمُرُ الْأَهْلِيَّةِ، وَخَيْلُهَا، وَبِغَالُهَا"[22]

"خبردار معاہدین کے اموال حق کے بغیر حلال نہیں ہیں۔ اور تم پر ان کے (اموال) پالتو گدھے، گھوڑے اور خچر حرام ہیں۔"

نبی کریم ﷺ کا اہل نجران کے عیسائیوں کے ساتھ جو معاہدہ ہوا، اس کو قاضی ابویوسف نے درج ذیل الفاظ میں ذکر کیا ہے:

"ولنجران وحاشيتها جِوَارُ اللَّهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأَرْضِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ وَغَائِبِهِمْ وَشَاهِدِهِمْ وَعَشِيرَتِهِمْ وَبِيَعِهِمْ وَكُلِّ مَا تَحْتَ أَيْدِيهِمْ مِنْ قَلِيلٍ أَوْ كَثِيرٍ"[23]

"نجران، وہاں کے باشندوں کے تمام افراد، ان کے اہل وعیال کو اپنے اموال، جانوروں، زمینوں، مذہبی معاملات، عبادت گاہوں اور ان کے قبضہ میں کم یا زیادہ اشیاء سب کے معاملے میں اللہ کی نگہبانی اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری حاصل ہوگی۔"[24]

OPEN ACCESS

CC BY

اسلام چاہتا ہے کہ اس کے پیروکار غیر مسلموں سے ویسا ہی برتاؤ کریں جیسا ایک طبیب مریض سے کرتا ہے۔ اسی حسنِ سلوک سے مسلمانوں نے ہمیشہ غیر مسلم اقوام کے دل جیتے۔

خلاصہ بحث

سرور عالم حضرت محمد ﷺ کی سیرت کی روشنی میں یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اعلیٰ اخلاق کی تکمیل آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد تھا۔ آپ ﷺ نے ان فرائض اور حقوق کی ادائیگی کے متعلق واضح، منضبط اور جامع قوانین وضع فرمائے اور ان ذمہ داریوں کو انجام دیتے ہوئے آپ ﷺ نے جو اسوہ چھوڑا وہ احسن اور اکمل ہے۔ والدین، زوجین، استاذ شاگرد، نگران و دست نگر اور اکثریت واقلیت کے حقوق کی پاسبانی ونگہبانی کے انداز سکھائے۔ معاملات سے لے کر عبادات تک، سب کے لئے بہترین نمونہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے بہت قلیل عرصے میں بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح احسن طریقے سے فرمائی۔ زندگی کے ہر شعبے کی خرابیوں کو درست کیا اور معاشرے کا کوئی پہلو ایسا نہ رہا جس تک آپ ﷺ کی نگاہ نہ پہنچی ہو۔ آپ ﷺ نے معاشرے کو ذہنی، فکری اور عملی راہوں پر گامزن کیا۔

نتائج بحث

1. معاشرے میں قیامِ امن کے لئے معاشرتی حقوق وآداب سے آگاہی بہت ضروری ہے۔
2. معاشرتی حقوق میں سب سے مقدم حق والدین کا ہے۔
3. معاشرتی حقوق صرف میاں بیوی، اساتذہ و شاگرد، اقرباء، ہمسائے معاشرے کے مذکورہ چند طبقات کے حقوق تک محدود نہیں، اسلام کی نظر میں اس کی حدود بہت وسیع ہیں۔
4. سیرت طیبہ ﷺ نے غیر مسلموں کے حقوق سے متعلق معلومات فراہم کی ہیں۔
5. آپ ﷺ نے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ حقوق متعین کیے اور سب کی ادائیگی کی تلقین فرمائی ہے۔

حوالہ جات

OPEN ACCESS
CC BY

---

1 سورہ بنی اسرائیل،۱۷:۲۳

2 عثمانی، محمد تقی، مفتی، آسان ترجمہ قرآن، مکتبہ معارف القرآن کراچی، ط:۲۰۱۱ء، ج:۲، ص:۲۴

3 سورہ مریم،۱۹:۳۲

4 بخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ (صحیح بخاری)دار طوق النجاۃ، ج:۸، ص:۲، رقم:۵۹۷۰

5 ایضاً، ج:۸، ص:۲، رقم:۵۹۷۱

6 أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي، دلائل النبوة، دار الكتب العلمية، دار الريان للتراث، ج:۱، ص:۱۴۹

7 سجستانی ،ابو داؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو، سنن ابی داؤد، المکتبۃ العصریۃ صیدا ، بیروت، ج:۷، ص:۴۵۷، رقم:۵۱۴۴

8 عبد العظيم بن عبد القوي بن عبد الله، أبو محمد، زكي الدين المنذري، الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، دار الكتب العلمية–بيروت، ج:۳، ص:۲۲۵، رقم:۳۷۸۵

9 سورۃ التغابن،۶۴:۱۵

10 ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، السنن ابن ماجہ ، دار إحياء الكتب العربيہ، ج:۲، ص:۱۲۰۹، رقم:۳۶۶

11 أبو بكر بن أبي شيبة، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، مكتبة الرشد–الرياض، ط:۱۴۰۲ھ، ج:۳، ص:۵۵۷، رقم:۱۷۱۲۳

11 محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى، سنن الترمذي، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ط:۱۳۸۵، ج:۵، ص:۷۰۰، رقم:۳۸۷۲

12 أبو بكر بن أبي شيبة، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، مكتبة الرشيد–الرياض، ط:۱۴۰۲ھ، ج:۳، ص:۵۵۷، رقم:۱۷۱۲۳

13 سورۃ النساء،۴:۲۴

14 سنن أبي داود، ج:۲، ص:۲۴۴، رقم:۲۱۴۲

15 سنن الترمذي، ج:۵، ص:۹، رقم:۲۶۱۲

16 قشیری، مسلم بن حجاج ابو الحسن نیشاپوری، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ

CC BY

صحیح مسلم، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ج:۲، ص:۱۰۹۱، رقم:۱۴۶۸

[17] سنن أبي داود، ج:۱، ص:۳، رقم:۸

[18] أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، جامع بیان العلم وفضلہ، دار ابن الجوزي، المملکة العربیة السعودیة، ط:۱۴۱۴ھ، ج:۱، ص:۵۰۱، رقم:۸۰۳

[19] بخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ (صحیح بخاری) دار طوق النجاة، ط:۱۴۲۲ھ، ج:۴، ص:۶، رقم الحدیث:۵۹۸۸

[20] صحیح مسلم، ج:۴، ص:۱۹۸۲، رقم الحدیث:۲۵۵۷

[21] سنن الترمذی، ج:۴، ص:۳۳۳، رقم:۱۹۴۴

[22] سنن أبي داود، ج:۳، ص:۳۵۶، رقم:۳۸۰۶

[23] أبو یوسف یعقوب بن إبراهیم بن حبیب، الخراج، ط: المطبعة السلفیة ومكتبتها—القاهرة، ص:۸۵

[24] یوسف القرضاوی، اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کے حقوق و فرائض، (مترجم: قیصر شہزاد)، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ص:۱۷

CC BY